

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

جان نشین

فاطمہ فاروق

جانشین



از قلم فاطمہ فاروق

All Rights Reserved

Copyright: Fatima Farooq (Author)

Published by: Safar-e-Adab

Published On: safareadab.com

To get published with us, contact us via email or website:

safareadab.com

khanumaira@safareadab.com

adab@safareadab.com

Note: We don't charge anything to publish online. If anyone charges any kind of fee in order to publish your write-ups in the name of Safar-e-Adab, please don't try to go ahead with them and immediately report them using the contact us button on our website. Thank you

ضروری بات

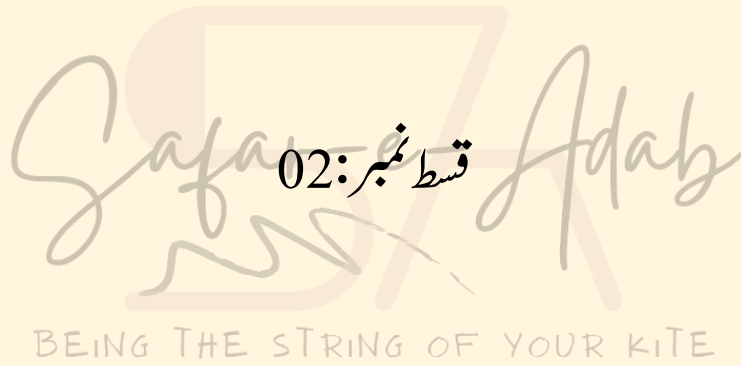
جانشین کے تمام جملہ حقوق لکھاری "فاطمہ فاروق" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹفارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہوگی۔ بغیر اجازت کہانی کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جاسکتی ہے۔

اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔



جان نشین شروع کرنے سے پہلے چند باتیں:

جانثار لکھ لینے کے بعد اور اس کو لکھنے کے دوران کبھی نہیں سوچا تھا کہ اس کا سیکوئیل لکھوں گی، مگر کبھی کبھار ہماری زندگی کا پلینر (اللہ) ہمارے سے وہ کام بھی کروا لیتا ہے جو ہم کبھی نہیں سوچتے، جان نشین کی ایک اہم بات یہ ہے کہ یہ صرف ملٹری بیسڈ ناول نہیں ہے، یہ معاشرے میں پھیلے چند عام مگر اہم موضوعات پر مبنی ناول ہے جس کے چند کردار جانثار سے ہمارے ساتھ آئے ہیں اور چند نئے کردار جو حقیقت میں ان کرداروں کے 'جان نشین' ہوں گے شامل ہیں، ال حمد اللہ جانثار کو میری سوچ سے زیادہ پذیرائی ملی یہ آپ سب پڑھنے والوں کا پیار اور حوصلہ افزائی ہے کہ میں اس کا سیکوئیل لکھنے کے قابل ہوئی حالانکہ سیکوئیل لکھنا اپنے آپ میں ایک چیلنج ہے، جان نشین کی کہانی کہیں نہ کہیں آپ کی کہانی ہے، یہ جانثار کی نسبت زیادہ موضوعات پر مبنی ہوگی اور حقیقت کے قریب ہوگی مگر آپ سب پڑھنے والوں کے لئے چیلنج یہ ہے کہ آپ نے اپنی مماثلت کا کردار ڈھونڈ کر اس کی زندگی سے سبق لینا ہے اور پڑھ کر اپنی قیمتی رائے کا اظہار میرے انسٹاگرام اکاؤنٹ @noorebutt پر کرنا ہے شکریہ۔



"خیر ہے پکتان صاحب اس بار زیادہ وقت لگا دیا ڈیوٹی پر، گھر آنے کا دل نہیں چاہتا یا کوئی اور وجہ ہے، اتنا پیارا بیٹا ہے تمہارا، بھابھی ہیں پھر بھی کبھی کبھار خاصی دیر کر دیتے ہو آنے میں" حدید نے شکوہ کناں انداز میں اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا وہ دونوں لان میں خرماں خرماں چلتے ہوئے کرسیوں کی جانب بڑھ رہے تھے

"کس کا دل نہیں چاہتا گھر آنے کا یار، بس کچھ ضروری کام تھے اور ایک بڑا اہم پراجیکٹ تھا جو نمٹنا تھا وہ جیسے ہی ختم ہوا میں آگیا" آزل نے لان میں بجھی کرسیوں میں سے ایک کو دھکیل کر میز سے باہر نکالا اور براجمان ہو گیا

"شکل بتا رہی تمہاری کہ وجہ اس سے زیادہ سیرئیس ہے اور تم گھر والوں کو جھوٹی تسلی دے بیٹھے ہو" حدید اس کے چہرے کے حیران ہوتے تاثرات کو دیکھ کر مسکرایا

"کوئی جھوٹی سچی تسلیاں نہیں دیں نہ پہلے دیتا تھا مگر جب سے معید ہماری زندگی میں آیا ہے تب سے میں نے نوٹس کیا ہے کہ زل کے آگے محتاط رہنا پڑتا ہے اب کوئی سٹریٹ فارورڈ بات کر دوں تو وہ کمر ومانز نہیں کر پاتی" اس نے فکر مندی کا معمولی سا تاثر ظاہر کیا

"رسک اور خطرات تو زندگی کا حصہ ہیں اور تم تو ماشاء اللہ کر لیتے ہو ان کو ڈیل، ویسے ان عورتوں کی بھی عجیب ہی سائنکی ہے خود کو مشکل سے مشکل حالات میں صبر کے سانچے میں ڈھال لیتی ہیں مگر جب ماں بنتی ہیں تو ایک تو اولاد کی خوشیوں اور کمفرٹ میں سمجھوتہ کرنے کی روادار نہیں ہوتیں اور ان کا دکھ برداشت کرنے کا تو سوچ بھی نہیں سکتی"

وہ اپنی بات مکمل کر کے دھیماسا مسکرایا،

اسلام آباد کے ایک امیر علاقے میں پلنے بڑھنے اور اسی طرز کے تعلیمی اداروں میں پڑھنے کے باوجود اس کو اردو زبان پر خاصہ عبور حاصل تھا کیونکہ اس نے بچپن سے اپنی ماں جی کو خالص اردو بولتے سنا تھا وجہ یہ تھی کہ اس کی والدہ کا جھکاؤ شروع سے اردو ادب کی جانب رہا تھا مگر حدید ایسی اردو کا استعمال کبھی کبھار ہی کرتا تھا اور جب جب کرتا تھا آزل اس کو اسی کے انداز میں جواب دیتا تھا۔

"نہیں نامیں یہی تو چاہتا ہوں کہ اس کی زندگی میں آنے والا ہر انسان اسے مضبوط بنائے، اس کا بیٹا، اس کا شوہر اس کے ٹرسٹ اور اسکول میں کام کرنے والا ہر رکن۔ وہ اپنی زندگی میں جس جس سے ملے کچھ اچھا سیکھتی جائے، وہ مضبوط ہوگی تو آنے والی نسل خود ہی مضبوط ہو جائے گی" وہ اپنے لہجے میں معمول کا عزم لئے ہوئے تھا، وہ ان مردوں کی صف

سے جدا تھا جو عورت کو محض اس لئے دنیا کی ہوا نہیں لگنے دیتے کہ وہ صنفِ نازک ہونے کی وجہ سے لوگوں کو، ان کے رویوں کو، اس دنیا کی تلخیوں کو برداشت نہیں کر پائے گی اور اکثر اوقات یہی سوچ ان کی عورت کو اور آنے والی نسلوں کی پرواز اور سوچ کو ایک سطح تک محدود کر دیتی ہے

"مجھے یقین ہے ایسا ہی ہوگا، ایک بات بتاؤں تمہیں آج" حدید نے بات مکمل کر کے اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا، جواب میں آزل نے دلچسپی سے اپنا رخ مکمل اسی کی جانب موڑ لیا

"میں تم سے ہر بار کچھ نہ کچھ نیا سیکھتا ہوں، آج سے نہیں ٹریننگ کے دنوں سے مجھے یاد ہے تم ہمیشہ سے ہر اس کام پر کانفیڈینٹ رہتے تھے جو تم کرنا چاہتے تھے اور کر گزرتے تھے، پھر چاہے وہ نشانہ بازی ہو، گھڑ سواری ہو یا ہمارے مشنز میں تمہاری سٹریٹجیز ہوں، بس جو سوچ لیا، جو ٹھان لیا وہ اعتماد سے کر گئے، جب سوچ لیا کہ ہوا کے مخالف ہی اڑنا ہے تو اڑنا ہے پھر نہیں دیکھنا ہوا کتنی تیز ہے، گرنے کا کتنا خطرہ ہے" وہ فخریہ انداز میں کہہ کر چند لمحے خاموش ہوا

"ہوا تیز نہ ہو تو معلوم کیسے ہو کہ پرواز کی کتنی قوت ہے بازوؤں میں، اور خود پر اعتماد نہ ہو تو حدید کوئی آپ پر اعتماد نہیں کرتا اور مجھے تمہاری یہ بات اچھی لگتی ہے کہ تم نے اپنی زندگی، ماحول، لوگوں اور خود کی غلطیوں سے ہر بار سیکھا ہے" وہ ملازم سے کافی کا کپ پکڑتے ہوئے بولا

"جب شادی کرنے کا سوچا تو تم سے اسے نبھانا سیکھا، میں نے اندازہ لگایا کہ محبت سے پہلے عزت کرنی ضروری ہے اور اب جب اللہ اولاد دینے والا ہے تو تم سے پیرنٹنگ کے طریقے سیکھ رہا ہوں" وہ بات مکمل کر کے کافی کے گھونٹ بھرنے لگا

"مجھے پتہ لگے بغیر اتنا کچھ سیکھ لیا اور دیکھو سیکھا بھی کس سے جو خود بہت سی باتوں میں تم سے پیچھے ہے" آزل نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر سے بولنے کو گویا ہوا

"اچھا اب میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میں نے کیپٹن حدید سے کیا کچھ سیکھا ہے" وہ کرسی سے ذرا آگے سرک کر دلچسپ انداز میں بولا، حدید کی متجسس اور حیران آنکھیں بدستور اسی پر گڑھی تھیں

"اگر کوئی سوال دل یا دماغ میں الجھ جائے تو اس بات سے ماورا ہو کر کہ وہ سوال نہایت معمولی یا آسان نوعیت کا ہے اس کو پوچھنے کا حوصلہ ہے تم میں، حالانکہ میں ایک بات بتاؤں حدید...." وہ ہنوز مسکراتے ہوئے اس کی جانب متوجہ تھا

"تمہیں ہمیشہ اس سوال کا جواب، جواب دینے والے انسان سے بھی زیادہ بہتر آتا ہے، میں نے تم سے یہ بھی سیکھا ہے کہ خود پر کسی کی ذات کو مقدم کیسے رکھتے ہیں"

"کس کی ذات کو؟" حدید نے اس کے خاموش ہوتے ہی یکدم سوال کیا

"ہر اس ذات کو جس سے تم صرف محبت نہیں کرتے بلکہ بے لوث محبت کرتے ہو" وہ سر جھٹک کر مسکرایا اور اسی لمحے حدید کو یہ باور کروا گزرا کہ وہ کبھی بھی سیکھنے کے مراحل سے گزرنے والا اکیلا انسان نہیں تھا

"میں نے تم سے رشتوں کو خوبصورت بنانے کے لیے کمپروماز کر لینا سیکھا ہے، تم نے ہانیہ بھابھی کے ساتھ اور ان کی خوشی کے لئے یقیناً کئی بار اپنی خوشی اور خواہش پر سمجھوتے بھی کئے ہوں گے اور یہ ہر کوئی نہیں کر سکتا تھا، تو پھر ثابت یہ ہوا اکتان صاحب کہ صرف آپ نہیں ہم بھی سیکھنے سکھانے کے مراحل میں ہیں، کوئی بندہ پرفیکٹ نہیں ہوتا بس حالات کا دلیری سے سامنا کرنا آنا چاہیے ہر مرحلہ پار کر دیتا ہے اللہ" اس کے ساتھ ہی وہ مسکرایا اور کافی کا خالی کپ میز سے اٹھا کر کرسی سے اٹھ گیا

"آؤ اندر چلتے ہیں" وہ دونوں اٹھ کر گھر کے اندر چلے گئے جہاں گھر کے باقی افراد معید کی سا لگرہ کی تقریب سے فارغ ہو کر رات کی چائے کافی کا شغل کرنے میں مصروف تھے

"مجھے لائٹ جلا کر سونا ہے" وہ پچھلے پانچ منٹ سے بیڈ پر لیٹے ہوئے مسلسل ایک ہی جملہ دہرا رہا تھا

"نہیان روشنی میں دادو کو نیند نہیں آتی آپ آنکھیں تو بند کر دو دیکھنا ابھی نیند آجائے گی" نمرہ نے اس کے ماتھے کو تھپکتے ہوئے سرگوشی کی

"نہیں آنٹی مجھے ڈر لگتا ہے، لائٹ آن کرنی ہے" وہ تقریباً چیختے ہوئے لائٹ جلانے کے لئے اٹھا

"نہیان بیٹا کو" نمرہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے روکنا چاہا

"نہیں مجھے نہیں سونا، مجھے مام کے ساتھ سونا ہے لیومانی ہیڈ" وہ اپنا ہاتھ چھڑواتے ہوئے مشتعل ہوا
"کیا مسئلہ ہے نمرہ کیوں چیخ رہا ہے یہ؟" ناعمہ مشتاق جو اپنے بیڈ پر سونے کی کوشش کر رہی تھیں نہیان کی آواز پر اٹھ
بیٹھیں

"میم یہ کہہ رہا ہے اسے اندھیرے میں ڈر لگتا ہے نیند نہیں آتی" وہ بے بسی کے عالم میں نہیان کا ہاتھ چھوڑ کر اس کے
بیڈ سے اٹھی

"اچھا جاؤ لائٹ جلا دو" ہاتھ کی پشت سے جمائی روکتے ہوئے وہ بے تاثر انداز میں بولیں
"ادھر میرے پاس آؤ نہیان" ناعمہ اپنا رخ اس کی جانب موڑ کر بولیں اور وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر ان کے پاس
چلا گیا

"لائٹ بند کرنے سے اچھی نیند آتی ہے برین کوریسٹ ملتا ہے" وہ اس کو دونوں کندھوں سے پکڑ کر نرمی سے بولیں
"دادو مجھے ڈر لگتا ہے اندھیرے سے، مجھے نیند نہیں آتی" نہیان دکھی ہوتے ہوئے بولا
"مجھے مام کے پاس جانا ہے دادو مجھے یہاں نہیں رہنا" وہ ایک بار پھر دکھی ہوا، عنیزہ کو گئے ہوئے آج چار دن گزر چکے
تھے

"بیٹا مام کسی کام سے گئی ہیں وہ تھوڑے دن بعد آئیں گی" نمرہ نے بیڈ کے برابر کھڑے ہو کر اسے سمجھانے کی کوشش
کی

"وہ میرے ڈیڈ کو لینے گئی ہیں، مجھے پتہ ہے" اس نے پر اعتماد انداز میں نمرہ کی تصحیح کروائی اور اسی لمحے اپنی بات سے
ناعمہ کو ششدر کر کے سکتے میں ڈال دیا

"یہ کس نے کہا ہے آپ سے نہیان؟" ناعمہ نے دھیمے انداز میں سوال کیا
"مام نے بتایا تھا ایک بار کہ میرے ڈیڈ کسی کام سے گئے ہیں مجھے پتہ ہے مام انکو لینے گئی ہیں" وہ اپنی بات مکمل کر کے
خوشی اور یقین سے مسکرایا

ناعمہ اس کی یہ بات کرنے کی وجہ سمجھنے سے قاصر فی الوقت اسے بغور دیکھ رہی تھیں
"اچھا اگر میرے ساتھ لیٹو گے تب بھی ڈر لگے گا؟" ناعمہ نے اسکو بازو سے پکڑ کر سوال کیا

"پتہ نہیں" اس کے دو لفظی جواب میں بلا کی معصومیت تھی
"اچھا چلو پھر آج ایسے میرے ساتھ سو کر دیکھو اگر پھر بھی ڈر لگا اور نیند نہیں آئی تو۔۔۔۔۔"
"تو پھر مام کو کہنا کہ وہ جلدی سے آجائیں مجھے ان کے ساتھ سونے سے نیند آتی ہے" وہ ناعمہ کی بات کاٹتے ہوئے جلدی سے بولا

"نمرہ اتنی اچھی ہے نہیان آپ کو کھانا کھلاتی ہے، سلاتی ہے آپ جب سکول جاؤ گے تو آپ کو ہوم ورک کروائے گی"
انہوں نے کہتے کہتے اسے اپنے ساتھ لٹالیا
"مگر دادو وہ میری مام تو نہیں ہے نا" نہیان نے گردن گھما کر نمرہ کو دیکھتے ہوئے کہا اور اسی لمحے کمرے میں موجود دونوں خواتین کو اپنی حاضر جوابی سے چونکا دیا
"یہ مام سے زیادہ خیال رکھیں گی آپ کا ہے نا نمرہ؟"

"جی جی میم میں نہیان کا بہت اچھا خیال رکھوں گی ان کو آئس کریم بھی کھلاؤں گی، جیلیز بھی چاکلیٹ بھی اور پارک میں بھی لے کر جاؤں گی کل" وہ انگلیوں پر گنواتے ہوئے بولی
"نہیں مجھے بس مام کے پاس جانا ہے دادو پلیز" اس نے بے چینی سے کروٹ بدل کر التجا کی
"نہیان میرا بچہ صبح آپ نے سکول جانا ہے سو جاؤ ورنہ آنکھ نہیں کھلے گی" ناعمہ نے اس کے سر میں انگلیاں پھیرتے ہوئے سمجھایا

"اور مجھے نمرہ آنٹی کے ساتھ سکول بھی نہیں جانا"
"اچھا میں چھوڑ آؤں گی کل ٹھیک ہے" وہ ہنوز انگلیاں پھیرتے ہوئے بولیں
"ٹھیک ہے" کچھ دیر سوچنے کے بعد نہیان نے فیصلہ کیا اور ٹھیک ہے کہہ کر آنکھیں بند کر لیں
"آہاں نہیں" نمرہ جو کہ لائٹ بند کرنے کے لئے اٹھی تھی ناعمہ کے اشارے پر خاموشی سے نہیان کے سنگل بیڈ پر جا کر بیٹھ گئی

گزشتہ دس پندرہ منٹ سے ہسپتال کی راہداری میں چکر کاٹتے ہوئے اس کے اضطراب میں کوئی کمی نہیں آئی تھی، وہ کبھی کلائی پر بندھی گھڑی کو دیکھتا تو کبھی بچ پر بیٹھیں حلیمہ اور اسمار کو جیسے کن اکھیوں سے پوچھنے کی کوشش کر رہا ہو کہ سب خیر ہے؟

"پریشان نہیں ہو بیٹا اللہ خیر کرے گا" اسمار حبیب نے حدید کی پریشانی بھانپتے ہوئے غالباً تیسری بار تسلی دی "کل سے اس کو رکھا ہوا انھوں نے اور ابھی کچھ نہیں بتا رہے کہ کیا حال ہے اس کا، ماں جی آپ ذرا پتہ کریں جا کر" وہ بچ کے آگے رک کر فکر مندی سے بولا آنکھیں شب بیداری سے سرخ تھیں مگر اس وقت اسے اپنی ذرا پرواہ نہیں تھی

"اچھا آپ بیٹھو میں جا کر پتہ کرتی ہوں" حلیمہ بیگم اس کا کندھا ہلکے سے دبا کر راہداری کی دوسری سمت چلی گئیں قریب دس منٹ بعد حلیمہ بیگم راہداری کے دوسرے سرے سے نمودار ہوئیں وہ تیزی سے قدم اٹھاتے ہوئے حدید کی جانب بڑھنے لگیں

"بہت مبارک ہو بیٹا اللہ نے ہمارے گھر رحمت بھیجی ہے، میں ابھی پوچھنے جا رہی تھی کہ ڈاکٹر مل گئیں مجھے وہ کہہ رہی ہیں بچی کو آبزرویشن میں رکھا ہے تھوڑی دیر میں دیتے ہیں" انھوں نے حدید کو شدت جذبات سے گلے لگاتے ہوئے صورتحال سے آگاہ کیا اور پھر وہ اسمار کے گلے لگ کر ان کو مبارکباد دینے لگیں

"ماں جی ڈاکٹر سے پوچھا ہے کیسی ہے؟" اس خوشخبری کے باوجود بھی اس کا دھیان ہانیہ کی جانب تھا "ہاں جی پتر جی ٹھیک ہے وہ بالکل کمرے میں شفٹ کرنے لگے ہیں اسے، ڈاکٹر بلار ہی ہیں آپ کو دس منٹ بعد ان کی بات سن آنا" حلیمہ نے اس کو مسکرا کر جواب دیا اور فون سکرین کی جانب متوجہ ہوئیں جس پر وہ اطلاع دینے کی غرض سے گھر کا نمبر ملانے لگیں

"السلام وعلیکم! آپ نے بلایا تھا" وہ کمرے کا دروازہ کھٹک کر اندر داخل ہوا "وعلیکم السلام بہت مبارک ہو سر آپ کے گھر بیٹی ہوئی ہے میں نے آپ کو اس لئے بلایا تھا کہ آپ کی امانت میں آپ کے ہاتھ میں ہی دوں، آپ آجائیں میرے ساتھ" ڈاکٹر داس کے سلام کا جواب دے کر اپنی کرسی سے اٹھیں اور حدید کے ہمراہ کمرے سے باہر نکل آئیں

"بہت شکریہ، ہانیہ کی طبیعت کیسی ہے؟" حدید نے ان کے پیچھے چلتے ہوئے سوال کیا

"ہانیہ بھی ٹھیک ہے اور ہانیہ کی بیٹی بھی ٹھیک ہے ال حمد اللہ" ڈاکٹر ردا کی تسلی پر اس کی جان میں جان آئی اور چہرے پر خوشی کے آثار نمایاں ہوئے

"یہ لیں آپ کی بیٹی، روم نمبر تھری میں مس ہانیہ کو شفٹ کر دیا ہے" لیڈی نرس سفید ریپنگ کپڑے میں لپٹی نو مولود بچی کو حدید کے حوالے کر کے واپس نرسی میں چلی گئی

وہ اپنی بیٹی کو بازوؤں میں بھر کر اس وقت تک بے یقینی سے بغور دیکھتا رہا جب تک اسے اس بات کا یقین نہیں آگیا کہ اللہ نے آج واقعی اس کی گود میں رحمت کو اتارا ہے، دل ہی دل میں جس حد تک کوئی شکر ادا کر سکتا ہے یقیناً حدید نے اس لمحے اس حد تک تو شکر ادا کیا تھا

کیا نہیں تھا ان لمحوں میں، آنکھوں میں ٹھہرا شکر کا مادہ، تسکین بھری پرسکون سی چلتی سانسیں، بے یقینی اور خوشی کے ملے جلے تاثرات وہ ان لمحوں کو بہت دیر تک جینا چاہتا تھا بغیر کوئی لمحہ ضائع کیے بغیر کسی آواز و حرکت کے وہ بس ان لمحات کے زیر اثر رہنا چاہتا تھا، پانچ منٹ خود کو ان لمحات کے سپرد کرنے کے بعد وہ اسی عام، چلتی بھٹکتی دنیا میں واپس آیا، ایک ہاتھ سے اپنی آنکھوں میں ٹھہرے پانی کو صاف کیا اور بچی کا ہاتھ چوم کر اسے اس کی دادی اور نانی کے پاس لے گیا

"یہ لیں آنٹی آپ کی نواسی بالکل آپ کی بیٹی پر گئی ہے" اس نے اسما کی گود میں بچی کو تھماتے ہوئے کہا

"ماشاء اللہ بہت پیاری ہے بلکہ مجھے تو ہانیہ سے بھی زیادہ پیاری لگی اس کے نقوش اس سے زیادہ واضح ہیں ماشاء اللہ"

اسما نے اس کو گود میں لیتے ہوئے اپنی رائے کا اظہار کیا

"نہیں نہیں آنٹی یہ اپنی جگہ پیاری ہے مگر ہانیہ کی جگہ کوئی نہیں لے سکتا" حدید نے مسکرا کر اپنا مدعا بیان کیا

"ماشاء اللہ پاک اسے خوشیوں بھری لمبی زندگی دے، ہمارے خاندان میں پہلی بیٹی کی پیدائش ہوئی ہے ال حمد اللہ"

"حلیمہ بیگم نے اس کو اپنی گود میں لیتے ہی اپنی خوشی کا اظہار کیا اور اسے واپس حدید کے حوالے کر دیا

"جاؤ ہانیہ کے پاس لے جاؤ اسے، میں مل آئی ہوں ہانیہ سے اب میں گھر جا کر ہانیہ کے گھر آنے کا انتظام دیکھوں، بہت کام ہیں گھر پر میں پھر شام میں کھانا بنوا کر لے آؤں گی خیال رکھنا اپنا اور اب ناشتہ کر لینا" حلیمہ بیگم اسمار کے گلے لگ کر ان کو ایک بار پھر مبارک دے کر گھر کے لئے روانہ ہو گئیں

"آنٹی آپ چلیں میرے ساتھ ہانیہ کے پاس ہی چلتے ہیں"

"آپ جاؤ بیٹا میں آپ کی ماں جی کے ساتھ مل آئی ہوں ایک بار، ابھی میں ثمنہ آپا اور ہانیہ کے بابا کو کال کر لوں تو میں کمرے میں ہی آتی ہوں

"اوکے" مختصر سا کہتا وہ بچی کو لے کر ہانیہ کے کمرے کی جانب بڑھ گیا

دروازے کی دستک پر اس نے آنکھیں کھولیں اور کمرے میں داخل ہونے والے شخص کو دیکھ کر وہ دھیمسا مسکرائی اور پھر اٹھ کر بیٹھ گئی، مقابل کھڑا شخص دونوں بازو باندھ کر اسے بغور دیکھ رہا تھا

"معید نے ناشتہ کر لیا ہے؟ آج تو میری آنکھ ہی نہیں کھلی ٹائم سے" زمل نے اونگھتے ہوئے کہا اور بیڈ سے نیچے اتری

"جی بالکل معید نے ناشتہ کر لیا ہے مگر اس کے بابا نے ابھی تک نہیں کیا کیونکہ اس کے بابا اس کی ماں کے اٹھنے کا انتظار کر رہے تھے" وہ وہیں ہنوز سینے پر بازو لپیٹے کھڑا رہا

"اف اللہ آزل کوئی حال نہیں آپ کا، مجھے اٹھالیا ہوتا اب تو دوپہر ہونے والی ہے" وہ الماری سے جلدی جلدی کپڑے نکالتے ہوئے بولی

"کوئی بات نہیں بیگم ناٹ اے بگ ڈیل، اچھا ہاں ناشتہ کر کے تیار ہو جانا ہاسپٹل جانا ہے حدید کے گھر بیٹی ہوئی ہے"

"ماشاء اللہ ماشاء اللہ، ابھی فون آیا ہے ان کا؟ ٹھیک ہیں ماں بیٹی؟" زمل جو کہ گھر کے عام کپڑے نکال کر کرسی پر دھر چکی تھی ان کپڑوں کو واپس رکھ کر باہر جانے کی مناسبت سے جوڑا تلاش کرنے لگی

"ہاں ابھی حلیمہ آنٹی کا فون آیا تھا مجھے، دونوں ٹھیک ہیں، تم تیار ہو جاؤ تھوڑی دیر میں چلیں گے" آزل اس کو اطلاع دے کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

وہ آہستگی سے دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوا اور جا کر بائیں جانب کی دیوار سے ملحق صوفے پر براجمان ہو گیا۔

"بہت مبارک ہو ہانیہ اللہ نے ہمارے گھر ایک اور ہانیہ بھیجی ہے" حدید نے اپنے بازوؤں میں سمائی ہوئی بچی کو دیکھ کر کہا، انداز بتا رہا تھا کہ اس کے جملے سرشاری اور مسرت کے باعث بے ربطگی کا شکار ہیں۔

"آپ کو بھی بہت مبارک ہو بیٹی کے آنے پر، آپ کی خواہش تھی ناکہ ہمارے گھر میں رحمت نازل ہو، کس پر گئی ہے؟" ہانیہ کا انداز نحیف ہونے کے باوجود پرسکون اور پر مسرت تھا، حدید

"مجھے لگتا ہے آپ جیسی ہے، یہ دیکھو" اس نے آگے بڑھ کر اسے ہانیہ کے ہاتھ میں تھما دیا۔

"نہیں یہ بہت پیاری ہے، کتنی نازک سی ہے یہ حدید، اس کا رنگ تو گلابی گلابی سالگ رہا ہے مجھے ماشاء اللہ، یہ میری بیٹی ہے؟" ہانیہ نے اس کو گود میں لے کر اسے پہلی نظر دیکھا اور جس انداز میں وہ آج بولی تھی حدید کو اسے یوں ہنستا دیکھنے کی نہ جانے کب سے کس قدر آرزو تھی کہ اس لمحے وہ سمجھ ہی نہیں سکا کہ وہ حیران زیادہ ہے یا خوش۔

کیونکہ اس نے ہانیہ کو کھلے عام خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اوریوں متجسس ہو کر سوال کرتے ہوئے بہت کم دیکھا تھا، اس نے گہرا سانس اندر کھینچ کر باہر نکالا، سر جھکا کر مسکرایا اور پھر نظر اٹھا کر سوال کیا

"کوئی نام سوچا ہے اس کا؟" نظروں کا رخ اپنی بیٹی کی جانب تھا۔

"نہیں، آپ نے سوچا ہے کوئی نام؟" ہانیہ نے اس کی طرف دیکھ کر سوال کیا وہ جانے انجانے میں خود پر چڑھائے نہ جانے کتنے ہی خول گزشتہ چند منٹوں میں اتار چکی تھی، خدا جانے وہ محسوس کر بھی پائی تھی یا نہیں مگر محسوس کرنے والے نے ہانیہ کا بدلاؤ نہ صرف محسوس کیا تھا بلکہ دل ہی دل میں اپنے رب کا ڈھیر شکر بھی ادا کیا تھا۔

"حنہ۔۔۔ حنہ حدید" اس کے منہ سے بے ساختہ یہ نام نکلا، ہانیہ نے نظر اٹھا کر اس کو دیکھا جیسے پوچھنا چاہا ہو یہ نام رکھنے کی کوئی خاص وجہ؟ جیسے پوچھنا چاہا ہو کہ اس نام کے کیا معنی ہیں؟

"ہمدرد اور ساتھی، آپ کی بیٹی اس وقت آپ کی ساتھی بنی جس وقت پر آپ کو ہمدرد ساتھی کی ضرورت تھی، مجھے لگتا ہے ہانیہ آپ نے حنہ سے اپنا ہر غم بانٹا ہے، یقیناً اس سے بہتر ساتھی آپ کی زندگی میں کوئی نہیں آیا ہو گا" حدید نے دونوں ہاتھوں کو باہم باندھ کر اپنی نظریں انہی پر مرکوز کیں۔

"اس کے بابا۔۔۔۔۔" وہ اچانک بولی، دوپل کسی سوچ کے تحت خاموش ہوئی اور پھر دوبارہ گویا ہوئی، حدید بے ساختہ چونکا

"حنہ کے بابا نے میرا ہر غم بڑی خاموشی سے بانٹا ہے، آپ میری زندگی کے سب سے بہترین ساتھی ہیں، بہت شکریہ حدید ان لمحوں میں مجھے سنبھالنے کا جس وقت میں اپنا زخم خود بھرنے کے قابل نہیں تھی، مجھے زندگی میں آگے بڑھ کر تھا ہے آپ نے، آپ کو گلہ ہو گا نا مجھ سے کہ میں نے کبھی کسی جذبے کا اظہار کیوں نہیں کیا؟ آپ نے میرے لئے بہت کاوشیں کیں، میری ہر ضرورت کا خیال رکھا، میرے ساتھ اس وقت کھڑے ہوئے جب میں اپنے قدموں پر جمے رہنے کی سکت چھوڑ چکی تھی، حدید کتنے گلے ہوں گے آپ کو ایک بار بھی کیوں نہیں بولے؟" اس کی آنکھوں سے دو آنسو رخسار پر بہے، حدید اس کے چہرے کی جانب رخ موڑ کر بے یقینی سے اسے دیکھے گیا ایک پل کو اسے محسوس ہوا کہ شاید کوئی خواب ہے آنکھ کھلے گی تو سب منظر اوجھل ہو جائیں گے اور اسی پل اس کے دل نے شدت سے ایک ہی دعا مانگی تھی کہ یہ پل یہ لمحے خواب نہ ہوں

"مگر مجھے آپ سے کبھی کوئی گلہ نہیں رہا ہانیہ، کبھی کبھار تو مجھے اپنا آپ بھی آپ کے قابل نہیں لگتا تھا کہ کہاں آپ کا مقام اور کہاں میں عام سا انسان، شکریہ تو آپ کا ادا کرنا تھا مجھے جس دن میرے نام سے جڑنے کی آپ نے حامی بھری تھی اس دن سے میں روز شکریہ منہ پر لئے آپ کے ہمراہ چلتا ہوں کبھی نہیں چاہا کہ ساتھ چلتے چلتے آگے نکل جاؤں بلکہ کوشش کی ہے آپ ایک دو قدم آگے رہیں، ہر بار دعا کی اللہ مجھے بیٹی کا باپ بنائے اور وہ جب بڑی ہو جائے تب ہانیہ جیسی بنے بہادر اور بے لوث، پھر دعا کی کہ اللہ مجھے بیٹی ہی دینا میں اور وہ دونوں مل کر اس کی ماں سے محبت کرنا اور بے غرض ہونا سیکھیں گے، سیکھیں گے کہ اپنی سب سے قیمتی متاع قربان کیسے کی جاتی ہے اور دیکھو آج میری دعا قبول ہو گئی" حدید بات مکمل کر کے بے ساختہ مسکرایا اور ساتھ ہی ایک نظر ہانیہ کو دیکھا جو یک ٹک آنکھیں جھپکائے بغیر اسے دیکھ رہی تھی

"ایک دعا میں نے بھی اللہ سے ہر بار مانگی ہے" ہانیہ حدید کی جانب دیکھ کر بولی
"کیا؟" حدید نے سر کو خم دے کر تجسس سے پوچھا

"جس دن مجھے معلوم ہوا کہ اللہ ہمیں اولاد دینے والا ہے اس دن سے دعا کی اللہ میرے بچے کے بابا کو لمبی زندگی دینا، ایسی زندگی جس میں محتاجی نہ ہو، ایسی زندگی جس میں اداسی نہ ہو، ایسی لمبی زندگی جس میں کوئی بیزاری نہ ہو، بہت محبتیں ہوں بہت خوشیاں ہوں، اللہ میری بیٹی کے بابا کو ان کی اولاد کی ہر خوشی اور کامیابی دکھائے، اللہ کرے اس کے بابا ہمیشہ اس کی ماں سے محبت کریں اور پہلے سے بڑھ کر کریں اور ہمیشہ ہمیشہ کریں، میری حنہ کی پرورش اور تربیت اس کے ماں اور بابا دونوں مل کر کریں اور اس سفر میں آپ ہمیشہ میرے سے آگے چلیں گے لیڈ کریں گے ہمیں، ہمارا قافلہ آپ کی قیادت میں زندگی کا ہر سفر کرے گا ایک ساتھ ہر منزل دیکھے گا انشاء اللہ، ایک وعدہ کریں گے آج مجھ سے؟" اس نے نظر جھکا کر پہلے اپنی گود میں سوتی حنہ کو دیکھا اور پھر نظر اٹھا کر حنہ کے بابا کو دیکھا

"آپ نے پہلی بار وعدہ مانگا ہے، آپ کو تو کبھی منع کر ہی نہیں سکتا"

"جتنا ہو سکے گا اپنا خیال رکھیں گے، میرے لئے اور حنہ کے لئے، جان تو اللہ کی امانت ہے وہی امین ہے حدید مگر اس جان کی قدر کرنے کا وعدہ آپ کریں گے میرے لئے اپنی ہانیہ اور حنہ کے لئے، قدر جس چیز کی کریں اللہ بڑھا دیتا ہے، خدا کے واسطے اپنی جان کی قدر کرنا، میں ہر غم سہہ سکتی ہوں مگر اب خود سے محبت کرنے والوں کی جدائی کا غم نہیں سہہ سکوں گی" اس کی نجیف آنکھوں میں کرب کے ساتھ ساتھ ڈھیروں مان تھا ایسا مان جو کسی کے کندھوں پر منوں بوجھ ڈال گیا تھا، وہ وعدہ ہی ایسا مانگ رہی تھی جس کی تکمیل کبھی کسی انسان کے ہاتھوں ہونی لکھی ہی نہیں تھی، مگر وہ بھی کیا کرتا ہانیہ اس سے مانگ بھی تو پہلی بار رہی تھی، جس لمحے کے رونما ہو جانے کی دعا وہ آج تک کرتا آیا تھا آج ہانیہ وہی دعا ہی تو پوری کر رہی تھی جواب میں حدید نے اس کی تسلی کے لئے سر کو ہلکا سا خم دیا

"میں ایک ضروری کال کر کے آتا ہوں" وہ ہانیہ کی مان سے بھری آنکھوں کا بھرم رکھنے کے لئے کسی قسم کی تاخیر اور تاثر کے بغیر وہاں سے چلا گیا اس کے ایک ہی وعدے نے حدید کو باور کروا دیا تھا کہ یہ خواب نہیں حقیقت ہے

"میری مام آگئی ہیں کیا؟" نہیان نے گاڑی میں بیگ رکھتی ہوئی نمرہ سے پوچھا

"نہیں بیٹا ابھی نہیں آئیں" اس نے گاڑی

کا دروازہ بند کرتے ہوئے کہا

"کیوں نہیں آئیں، دادو مجھے لینے نہیں آئیں؟" اس نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے دو سوال کئے
"دادو کسی کام سے گئی ہیں باہر اس لئے نہیں آئیں" نمرہ نے ڈرائیور کو چلنے کا اشارہ کیا
"مجھے گھر نہیں جانا" نہیان نے منہ بسور کر کہا
"کیوں نہیان، گھر میں آپ کا فیورٹ کھانا بنوایا ہے دادو نے" وہ اس کے گال کو پچکارتے ہوئے بولی
"گھر میں نہ مام ہیں نہ دادی تو پھر میں کیوں گھر جاؤں؟" اس نے اپنی منطق سے نمرہ کو دو لمحے لاجواب کیا
"دادو تو شام کو آجائیں گی، اچھا آج میں اور آپ فٹبال کھیلیں گے کیسا" نمرہ نے اس کے آگے ہائی فائیو کی غرض سے
ہاتھ کیا جسے نہیان نے تسلی سے نظر انداز کر دیا اور پھر باقی کا سارا راستہ خاموشی کی نذر ہو گیا

"ہونٹ اور آنکھیں بالکل تمہارے جیسی ہیں مگر ابھی تو پہلا دن ہے آہستہ آہستہ پتہ چلے گا کس پر ہے" زمل نے حنہ کو
گود میں لے کر اس کی شکل کا معائنہ کرتے ہوئے کہا
"بابا جیسی، حنہ حدید جیسی ہوگی بڑی ہو کر" ہانیہ نے برجستہ جواب دیا اور زمل کے لائے گلاب اور موتیے کے پھولوں
سے مزین بکے کو چہرے کے قریب لے جا کر سوگنہنے لگی
"حنہ نام رکھا ہے اس کا، بہت پیارا نام ہے، عبد المعید یہ دیکھو چھوٹا سا بے بی" زمل نے معید کو آواز لگائی جو کمرے کی
کھڑکی پر لٹکے پردوں کو ہلانے جلانے میں مصروف تھا
"ماما چھوٹا سا بے بی" وہ اپنی ماں کی گود میں لیٹی بچی کو دیکھتے ہوئے پہلے تو تھوڑا حیران ہوا پھر تجسس سے اس کی ریپنگ
شیٹ کا ایک کونہ پکڑ کر اس کا معائنہ کرنے لگا، چند منٹ یوں ہی گزرے اور پھر حنہ نیند سے بیدار ہوتے ہی رونے لگی
"ماما کیا ہوا بے بی کو۔۔۔" معید نے حیرت اور فکر مندی سے اپنی ماں کو دیکھا اس نے اپنے سے چھوٹا بچہ پہلی بار ہی
دیکھا تھا

"یہ لو ہانیہ میرے خیال میں اسے بھوک لگی ہے" زمل نے حنہ کو ہانیہ کے حوالے کیا
"چلو میں اب چلتی ہوں اپنا اور حنہ کا خیال رکھنا" زمل اس کے قریب جا کر اس کے گلے ملی اور معید کی انگلی تھام کر باہر
جانے لگی

"ماما بے بی، وہ بابا کو دیکھانا ہے" معید نے اپنی انگلی چھڑوائی اور پھر سے ہانیہ کے بیڈ کے قریب جا کھڑا ہوا۔
"اس کے کام دیکھو ذرا، کہہ رہا ہے کہ یہ بے بی میرے بابا کو بھی دکھانا ہے" زمل نے ہنستے ہوئے کہا اور دوبارہ سے اسکی انگلی پکڑی

"وہ جانا نہیں چاہ رہا ابھی تم تھوڑی دیر اور رک جاؤ" ہانیہ نے بیڈ سے ہاتھ نیچے لٹکا کر معید کا ہاتھ تھاما
"میرے بیٹے کا واقعی بس نہیں چل رہا اسے لگ رہا ہے یہ کوئی کھلونا ہے انوکھا سا جو اس نے اپنے بابا کو بھی دکھانا ہے،
آؤ معید گودی لے لو، پھر بابا کو بلا کر لاتے ہیں" زمل کا یہ حربہ کامیاب ہوا اور وہ اس کو اٹھا کر اللہ حافظ کہہ کر کمرے سے باہر نکل آئی

"یہ جو آپ کا بیٹا ہے نا آزل، اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ حنہ کو اپنے گھر لے آتا، وہاں اڑ گیا کمرے میں کہتا ہے پہلے
بے بی میرے بابا کو دکھاؤ" زمل نے چاکلیٹ کا پیکٹ کھول کر معید کی جانب بڑھایا جو پیچھے بیٹھا انہماک سے کھڑکی سے
باہر کے مناظر دیکھ رہا تھا

"اس حساب سے تو ہمارے گھر پر بھی ایک چھوٹا سا بچہ ہونا چاہئے، مطلب معید کا چھوٹا بہن یا بھائی" آزل نے بات
مکمل کر کے قہقہہ لگایا

"بالکل بچہ کہے گا اسے آفل ٹاور چاہئے تو ماں باپ آفل ٹاور بھی گھر لا کر لگا دیں گے ہے نا؟" زمل نے آزل کو
گھورتے ہوئے کہا

"نہیں تو ویسے اس میں حرج بھی کوئی نہیں چھوٹے چھوٹے سے سیمپل تو مل ہی جاتے ہیں آفل ٹاور کے وہ لا کر
دئے جا بھی سکتے ہیں" اس نے ایک ہاتھ سٹمرنگ سے ہٹایا اور اسے موڑتے ہوئے مصنوعی سنجیدگی سے کہا، بات مکمل
کر کے اس نے ایک بار پھر قہقہہ لگایا، زمل اس کے انداز پر پہلی جھینپی اور پھر ہلکا سا مسکرا دی
"اور اگر میں آپ کو کہوں کہ جو بات آپ نے ابھی مذاق میں کہی ہے وہ بات حقیقت میں بھی ویسی ہے تو آپ کا کیا
رد عمل ہو گا؟" اب کی بار حیران کرنے کی باری زمل کی تھی
"مطلب؟" آزل نے ونڈ سکرین سے نظر ہٹا کر ایک دم زمل کو دیکھا

"مطلب یہ کہ اللہ ہمارے بیٹے کو جلد بڑا بھائی بنانے والا ہے اور یہ بات فون پر آپ کو اس لئے نہیں بتائی کیونکہ "وہ آزل کے حیران ہوتے چہرے کو دیکھنے کے لئے ایک دم رکی

"آگے بھی تو بولو کیونکہ کے "آزل نے گاڑی کی رفتار قدرے آہستہ کی اس کی آواز شدت جذبات کے تحت اونچی ہوئی

"کیونکہ مجھے آپ کا رد عمل اپنی آنکھوں سے دیکھنا تھا اس لئے "زل نے مسکرا کر کندھے اچکائے

"تجھی تو میں نے چھٹی آنے پر یہ نوٹس کیا ہے کہ تم کھانے پینے کے معاملے میں بالکل ویسی ہو رہی ہو جیسی عبد المعید کی دفعہ ہوا کرتی تھی "آزل نے ایک بار پھر اسے دیکھا مگر اس بار لہجے میں فکر مندی کے آثار واضح تھے

"خوش ہیں آپ؟ "زل نے دھیمے سے پوچھا

"آف کارس یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے، اب پہلے سے بھی زیادہ دھیان کرنا اپنا "آزل نے اس کا ہاتھ تھام کر اپنی ٹانگ پر دھر لیا

"اور ہاں بڑا ہو گیا ہے اب معید اسے گود میں زیادہ نہیں اٹھایا کرواٹھانا ضروری ہو تو شبانہ کو بولا کرو اور اگر میں گھر پر ہوں تو مجھے ٹھیک ہے؟ "آزل نے اس کے تھامے ہوئے ہاتھ کو دباتے ہوئے کہا

"نہیں ابھی بہت چھوٹا ہے میرا بچہ، میں اس کے حصے کی توجہ اسے ہی دوں گی "زل نے معید کو دیکھتے ہوئے پیار

BEING THE STRING OF YOUR KITE

بھرے انداز میں کہا

"مگر اپنی احتیاط بھی کرنا ساتھ ساتھ، بلکہ میں ماما سے ہی کہوں گا تم نے تو ویسے ہی اپنے آپ کو درد پر وف بنا کر رکھا ہوا ہے میری آئرن لیڈی "وہ اپنی گاڑی کو کسی بیکری کے آگے روکتے ہوئے بولا

"مٹھائی تو تم کھاتی نہیں ہو اس کنڈیشن میں، نہیں بلکہ کسی بھی کنڈیشن میں، آئسکریم کیسی رہی گی؟ "آزل نے اس کی جانب دیکھ کر ابرو اچکائے

"آئسکریم کو آپ کے گھر میں کوئی انکار نہیں کرتا اور میں بھی آپ کے گھر کا حصہ ہوں "زل نے مسکرا کر جواب دیا

"تم تو میرے دل اور روح کا حصہ ہو "وہ مختصر سا کہتا گاڑی سے نکل گیا اور پیچھے رہ جانے والی کی آنکھوں میں رشک کی گہری چمک چھوڑ گیا۔

"معد آپ کے بابا میری عادتیں بگاڑ دیتے ہیں پھر جب چلے جاتے ہیں تو فرماتے ہیں زیادہ یاد نہیں کرنا مل، اپنا خیال رکھنا، اپنے بابا کو سمجھاتے کیوں نہیں کہ ماما ایک سپائڈ چائلڈ ہیں جسے اپنا خیال آپ کے بابا کے رکھوانے کی عادت پڑ چکی ہے" اس نے بات مکمل کر کے پیچھے بیٹھے معد کو دیکھا جس کا سارا دھیان اپنی چاکلیٹ کی جانب مرکوز تھا

"کیوں کیسے گلا خراب ہو گیا؟" وہ اپنے کچن کین میں بازار سے لائی ہوئی اشیاء رکھتے ہوئے بولی لہجہ فکر مند تھا

"میم وہ آئس کریم کھانے کی ضد کر رہا تھا میں نے تو منع کر دیا تھا مگر ناعمہ میڈم نے کہا تو مجھے دینی پڑی" نمرہ کا لہجہ احتیاطاً دھیمّا تھا

"ایک تو مجھے سمجھ نہیں آتا کہ اتنا ضدی کیوں ہوتا جا رہا ہے وہ اور اوپر سے اس کی دادا سے مزید اسپائل کر رہی ہیں، تمہیں دس مرتبہ بول کر آئی تھی کہ خیال رکھنا اس کا، خیر اب کیا ہی ہو سکتا ہے دوائی دے دی تھی اسے؟" اب کی بار لہجے میں بے بسی کے ساتھ غصہ تھا

"جی دے دی تھی، میں آئینہ خیال کروں گی" نمرہ نجل سی بولتی خاموش ہوئی

"سکول جا رہا ہے ٹائم سے لیٹ تو نہیں ہوتا، تنگ تو نہیں کرتا؟" عنیزہ حماد سے سامان کا تھیلّا پکڑتے ہوئے بولی جو وہ گاڑی سے ابھی ابھی نکال کر لایا تھا

"جی میم جا رہا ہے مگر سوتے ہوئے بہت ضد کرتا ہے، آپ کا پوچھتا ہے روزانہ اور کہتا ہے مام کے ساتھ ہی سونا ہے" وہ ایک ایک بات یاد کر کے احوال سنار ہی تھی

"ابھی تک دادو کے کمرے میں سلار ہی ہو؟"

"جی"

"چلو صحیح ہے نہ بیان کا بہت خیال رکھنا اور فون پہلی بار میں اٹھایا کرو" عنیزہ نے ہدایات دے کر فون بند کر دیا

"گھر آتے ہی تم نے فون پکڑ لیا ہے کم از کم سامان تو پورا نکال لو گاڑی سے" فون بند ہوتے ہی حماد نے عنیزہ کو مخاطب کیا

"وہ اسی وقت ہی فارغ ہوئی تھی نہیان کو سلا کر، ہمارے ہاں دن ہے مگر وہاں تو آدھی رات ہو رہی ہے" وہ تھل سے بول کر سامان اٹھا کر پکن کی جانب بڑھنے لگی

"اس کی فکر کرنے کے لئے وہاں لوگ موجود ہیں، روزانہ فون کر کے تمہیں کیا ملتا ہے کوئی انوکھی بات پتہ چلتی ہے؟" حماد کے الفاظ پر اس کے بڑھتے قدم منجمد ہوئے

"تمہارے لئے نہیان اس کا، اسکی 'ہو گا میرے لئے میرا بیٹا ہے وہ حماد' عنیزہ رخ موڑے بنا بولی

"اور تمہارے بیٹے کے لئے وہاں ایک عدد دادی اور اچھے خاصے پیسوں پر ہائیر کی ہوئی پڑھی لکھی ٹرینڈ ملازمہ ہے،

اب جب چھوڑ آئی ہو پاکستان تو تھوڑا خود کو یہاں ایڈجسٹ بھی کرنے کی کوشش کرو، سارا دھیان اس پر ہے نہ میری کوئی فکر ہے نہ اپنی" وہ جس نیت سے بھی بولا ہو عنیزہ کو اس کا انداز چھپنے والا محسوس ہو

"تمہاری بیوی ہونے کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ میں تمہاری ہر بات میں ہاں میں ہاں ملاتی جاؤں گی، تم نے بولا نہیان کو میں ساتھ نہیں رکھوں گا میں آخر کو مان گئی، میرے بچے کو مجھ سے اتنا دور کر دیا تم نے اور مجھے کہہ رہے ہو کہ میں

ایڈجسٹ ہو جاؤں، اب تمہیں فون کرنے سے بھی مسئلہ ہے" اس کے لہجے میں اترتی بے بسی اس گھر کی

سب دیواروں تک نے محسوس کی سوائے اس کو چھوڑ کر جسے اللہ نے درجہ انسانوں والا دیا تھا مگر دل اور دماغ؟ دل اور دماغ کی جنگ میں وہ نفس کو ہرا کر شیطان کو جتوا آیا تھا

"فون سے مسئلہ نہیں ہے یار، ایم سوری بس میں یہ کہہ رہا تھا کہ کم از کم کام تو پورا ہو جاتا پھر کر لیتی فون اور روز روز فون کرنا بھی اچھا نہیں ہوتا، تمہاری بھی آخر کو سیلف ریسپیکٹ ہے کوئی" وہ اپنا لہجہ اور تاثر کافی حد تک ٹھنڈا رکھتے ہوئے گویا ہوا

"لڑکی جب تک اکیلی ہوتی ہے عزت نفس کو جتوانے کی ہر ممکن کوشش کرتی رہتی ہے، جو ماں بن جائے حماد تو اسے خود کو ہارنا بھی پڑ جائے وہ پرواہ نہیں کرتی، مجھے اس سیلف ریسپیکٹ کی پہلے ضرورت رہتی تھی، نہیان کے بعد سے ایسی سب ضرورتیں ختم ہو گئیں، ہاں بس ایک غلطی کر دی میں نے" وہ سسکی لے کر خاموش ہوئی اور پھر دوبارہ گویا ہوئی

"جذبات میں اور اسی انا میں آکر میں نے تم سے شادی کر لی کیونکہ اس وقت میں نے ارادہ کیا تھا کہ میں ہاشم کے گھر کبھی نہیں رہوں گی مجھے اپنے بارے میں سوچنے کا پورا حق ہے، مگر اب احساس ہو گیا ہے کہ میرے لئے سب سے ضروری میرا بیٹا تھا جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے چھوڑ دیا، میں نے جینے کا حق حاصل کرنے کے چکر میں زندگی کی سب سے بڑی مات کھائی ہے" وہ اپنے گرتے آنسوؤں کی پرواہ کئے بغیر ہنوز کھڑی رہی

"عنیزہ میرا یہ مطلب نہیں تھا یا تم کیوں کہہ رہی ہو ایسا، میں نے یہ سمجھنا چاہا تھا کہ نہیاں وہاں ٹھیک ہو گا کیونکہ وہ اپنی دادو کے ساتھ ہے اکیلا نہیں ہے، تم ہر بات کو ہماری شادی پر کیوں لے آتی ہو" وہ صوفے سے اٹھ کر عنیزہ کے پاس آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے صوفے تک لے آیا

"وہ بیمار ہے، اس کا دل نہیں لگتا میرے بغیر پلیز حماد اسے یہاں لے آتے ہیں یا، یا پھر پاکستان واپس چلتے ہیں وعدہ، پکا وعدہ میں تمہیں بہت خوش رکھوں گی کبھی کوئی اونچ نیچ نہیں کروں گی تمہارے وقت میں تمہارے کسی بھی حق میں، وہ تمہیں بالکل بھی تنگ نہیں کرے گا حماد پلیز مان جاؤ" عنیزہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روتے ہوئے التجا کی

"اس ایک خواہش کے علاوہ جو مانگو گی مل جائے گا، یہ ایک بات ہمارے درمیان سے نکال دو پلیز جو بات ہم دونوں نے طے کی ہے وہ ویسے ہی رہے گی، ویسے بھی اس ویزا کے تھرو ہم اسے یہاں لا بھی نہیں سکتے تھے اور فی الحال میں یہاں بزنس اسٹیبلش کرنے آیا ہوں واپس جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، خود کو مضبوط کرو اور اسے اپنی اس زندگی میں ایڈجسٹ ہونے دو اگر واقعی چاہتی ہو کہ وہ دو کشتیوں کا سوار نہ بنے" وہ اپنی بات مکمل کر کے اٹھ اپنا موبائل اور اوور کوٹ اٹھایا اور گھر سے باہر نکل گیا

اور آج عنیزہ کو یہ باور ہو گیا تھا کہ اسے اس ایک شے کے علاوہ کچھ چاہئے بھی نہیں تھا، جس انسان کی چال ڈھال، شخصی خاکہ، دولت اور سٹیٹس دیکھ کر اور یہ سوچ کر شادی کی کہ اس حماد کے مل جانے کے بعد دنیا اس پر رشک کرے گی، اسے کبھی کوئی ملال نہیں ہو گا، پہلی شادی اور اولاد ہونے کے باوجود بھی اسے ایسا ہمسفر مل جائے گا تو لوگ اس کو رشک کی نگاہ سے دیکھا کریں گے اور یہ نتیجہ اخذ کریں گے کہ عنیزہ آج بھی کامیاب اور خوشحال ہے، وہ ان سب مقاصد میں کامیاب ہونے کے بعد ہی اس نہج پر پہنچی تھی کہ اسے یہ سب پالینے کی ایک ہی قیمت چکانی پڑی ہے

اور وہ قیمت میر نہیان کی صورت میں چکانی گئی تھی، عزیزہ کی نظر میں ٹھہری وہ دولت کہ پوری دنیا کی دولت دوسرے پلڑے میں تول دی جاتی پھر بھی میر نہیان کا پلڑا ہی بھاری ہوتا۔

"آپ کی خالہ کا فون آیا ہے کل آنٹی کو، وہ مجھے بتا رہی تھیں کہ سدرہ آنٹی یو کے واپس جانے سے پہلے رباب کی شادی کی تاریخ لینے آنے کا سوچ رہی ہیں" زمل نے کافی کا گھونٹ بھر کر براؤنی کا ٹکڑا منہ میں ڈالا، وہ دونوں اس وقت لان میں بیٹھے شام کی چائے، کافی پینے میں مشغول تھے

"اچھا یہ اچانک ہی ایسا کیوں کر ناچاہا انھوں نے؟" وہ تھل سے اپنی چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے بولا

"کیونکہ رباب نے انگلینڈ پڑھنے جانا ہے اس سال نہیں تو اگلے سال تک تو جانا ہی ہے تو بہتر ہے شادی کر لیں، پھر وہ وہیں انگلینڈ جا کر جبار کے ساتھ سیٹل بھی ہو جائے گی اور پڑھ بھی لے گی اگر پڑھنا ہو تو" بشری بیگم آزل کی پشت سے آتے ہوئے بولیں اور ایک کرسی کھینچ کر ان دونوں کے ساتھ ہی براجمان ہو گئیں

"رباب سے مشورہ کیا ہے آپ نے؟" آزل کا انداز سنجیدہ تھا

"ہاں پوچھ لیا ہے آپ بھی تسلی کر لینا، کوئی اعتراض نہیں اسے" بشری بیگم نے تسلی بخش انداز اپنایا

"چلیں ٹھیک ہیں آنٹی پھر ہم شادی کی تیاریاں شروع کرتے ہیں" زمل نے دلچسپی سے گفتگو میں اپنا حصہ ڈالا

"بالکل اب ٹائم بچا بھی کم ہے، وہ آزل کی اسی چھٹی میں تاریخ رکھنے آرہے ہیں اور پھر دو ماہ تک شادی ان شاء اللہ"

"ٹھیک ہے پھر اس ویک اینڈ بلو الیس سدرہ خالہ کو" آزل مشورہ دے کر خاموش ہوا

"کیا باتیں ہو رہی ہیں جی" رباب جو کہ ابھی ڈرائیور کے ساتھ یونیورسٹی سے واپس آئی تھی داخلی دروازے سے گھر کے اندر جانے کی بجائے لان میں چلی آئی

"سادا خالہ آرہی ہیں اس ویک اینڈ" آزل بات کر کے مسکرایا مگر اس کی مسکراہٹ میں شرارت واضح تھی

"ہاں تو آجائیں موسٹ ویلکم" تھل سے کہہ کر کرسی کھینچتی وہ کرسی پر بیٹھی ہاتھ میں پکڑا بیگ سامنے میز پر دھر اور میز پڑے ہوئے صاف چمچ سے براؤنی کا چھوٹا ٹکڑا توڑ کر منہ میں رکھا

"کب ہیں تمہارے فائنلز؟" آزل نے اگلا سوال پوچھا

"دو ہفتے بعد ہیں پھر فارغ" اس نے ٹانگ پر ٹانگ دھرتے فرصت سے کہا اور مزید ایک ٹکڑا منہ میں بھرا

"خالہ تاریخ لینے آرہی ہیں شادی کی" بشری کی بات پر رباب نے پہلے زل کو دیکھا اور پھر آزل کو

"دونوں اکٹھے بزنس پڑھو گے تو عباس گروپ کو دوہرا فائدہ ہو گا کیوں ماما" وہ ایک بار پھر بھرپور شرارت سے بولا اور

زل کی طرف دیکھ کر ہنس دیا

"رباب تمہاری شادی پر میں نے سوچ لیا ہے ایک فنکشن پر ساڑھی تو لازمی پہننی ہے" زل نے دلچسپی سے کہا، رباب

اس کی بات پر انگوٹھے سے تھمبر اپ کر کے مسکرائی

"اوہ کوئی اعتراض تو نہیں نا تمہیں؟" آزل کا انداز قدرے سنجیدہ ہوا

"نہیں بھائی کوئی اعتراض نہیں، سادہ خالہ تو میری فیورٹ ہیں ہی اور ڈگری ختم کرنے کے بعد ویسے بھی میرا بیک لینے

کا ارادہ تھا، باقی پڑھنا ہو گا تو انگلینڈ جا کر ایڈمیشن لے لوں گی" رباب کے تسلی بخش انداز پر وہ قدرے مطمئن ہوا

"لیس جی آگیا ہے آپ کا بیٹا ابھی گھنٹہ پہلے سلا یا ہے اور اٹھ بھی گیا" زل معید کو ملازمہ کی گود سے اتار کر اپنی گود

میں بٹھا کر چپ کروانے لگی جو فی الحال بی بی دبی آواز میں رو رہا تھا

"کیا ہو گیا میرے گڈے کو کس نے ظلم کر دیا" رباب معید کا ہاتھ پکڑ کر ہلاتے ہوئے بولی

"آجاؤ پھپھو کے پاس، یہ دیکھو میرے پاس کیا ہے" رباب نے سامنے پڑے بیگ سے کینڈی نکال کر میز پر رکھی،

معید رونا چھوڑ کر زل کی گود سے اتر اور رباب کے قریب آگیا

"یہ لو" کینڈی اس کے ہاتھ میں پکڑا کر رباب نے اس کو پیار کیا

"بولو تھینک یو پھپھو" زل نے کینڈی کا رپہ کھولتے ہوئے کہا

"تھینک یو پھ۔۔۔ پھو" وہ کینڈی والا منہ کھول کر اونچی آواز میں بولا اور وہاں بیٹھے ہر نفوس کے چہرے پر مسکراہٹ کا

سامان پیدا کر گیا

"ویلم پھپھو کی جانی، گڈا بچہ ہے میرا، چلیں میں زرا فریش ہونے جا رہی ہوں" وہ کرسی سے اٹھی معید کے سر پر پیار

سے انگلیاں پھیریں اور بیگ اٹھا کر گھر کے اندر چلی گئی

"چلو میں پھر آج آپ کے بابا سے بات کر کے سدرہ آپ کی کو بلا لیتی ہوں اس ہفتے، زل آپ اپنی تیاری بھی شروع کر دو پھر میرے ساتھ شادی کی تیاریاں بھی کروانی ہیں" بشری بیگم بھی بات مکمل کر کے کرسی سے اٹھ گئیں

"جی آنٹی آپ بے فکر ہو جائیں میری اپنی بہن ہے رباب سب اچھا ہو گا

ان شاء اللہ "زل نے خالی کپوں کاڑے اٹھا اور آزل کو معید کو اندر لانے کا اشارہ کر کے بشری کے ساتھ گھر کے اندر چلی گئی

"جی اباجی مبارک ہو، آپ کے پتر نے پارٹی میں اپنی سیٹ پکی کروالی ہے اور وہ جو گاؤں والی زمین ہے اس کا قبضہ بھی کچھ دنوں میں مل جائے گا" وہ ایک ہاتھ اور کوٹ کی جیب میں ڈالے دوسرے ہاتھ سے موبائل پکڑے کسی ہجوم والے فٹ پاتھ سے گزر رہا تھا

"بہو بھی ٹھیک ہے آپ کی بلکہ یہی سمجھ لیں کہ اسی کی وجہ سے ہمارے دونوں کام آرام سے ہو گئے" دوسری طرف سے آنے والے سوال پر حماد نے جواب دیا

"بس اباجی عورت جذباتی بہت ہے رورو کر حشر کر لیتی ہے اپنا مگر کیا کریں اگر ہم سب کے آنسو دیکھنے بیٹھ جائیں تو اپنا فائدہ داؤ پر لگ جاتا ہے، اوہ ہو جائے گی ٹھیک میں رکھتا ہوں اس کا خیال آخر کو اس نے جانے انجانے میں ہمارا اتنا بڑا کام کر دیا ہے اب اتنا حق تو اس بیچاری کا بنتا ہے کہ میں اس کا شوہر ہونے کا حق ادا کروں" حماد کے چہرے پر شاطرانہ مسکراہٹ پھیلی

"چلیں ٹھیک ہے پھر اباجی آپ اپنے پتر کے ایم پی اے بننے کی تیاریاں کریں اور وہ زمین والا معاملہ بھی حل ہو جائے گا اس ہفتے بے فکر ہو جائیں پھر بات ہوتی ہے" حماد نے فون بند کیا، موبائل اپنی جیب میں ڈالا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا واپس گھر کی جانب مڑ گیا

"حنہ کی ماما سوری ہیں مگر حنہ کو نیند نہیں آرہی" حدید اس کو گود میں اٹھا کر دبے قدموں سے کمرے میں چکر کاٹتے ہوئے بولا اور اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر جمائی روکی، وہ پچھلے بیس منٹ سے حنہ کو یوں ہی گود میں اٹھائے ٹھہل رہا تھا

"اور بھوک لگی ہے بیٹا" حنہ کے منہ سے اس کی چھوٹی سی انگلی نکالتے ہوئے وہ بچوں کے انداز میں بولا اور اس کے ایسا کرنے پر وہ ایک چیخ مار کر روئی گویا احتجاج کیا ہو کہ اس کے منہ سے انگلی کیوں نکالی

"رونا نہیں رونا نہیں بیٹا یہ کھانے کی چیز نہیں ہے، بابا ابھی فیڈر بنا کر لاتے ہیں اپنی بیٹی کے لئے، چپ ہو جاؤ ماما اٹھ جائیں گی" وہ آہستگی سے بولا اور حنہ کو احتیاط سے بیڈ پر لٹا کر جلدی سے فارمولا دودھ بنانے کی تیاری کرنے لگا مگر حنہ کو لٹانے کے فوراً بعد ہی وہ اپنی پوری قوت سے حلق کے بل چلا کر رونے لگی

"کیا ہوا حنہ؟" اس کی باریک مگر اونچی اواز پر ہانیہ ہڑبڑا کر جاگی اور آنکھیں مل کر حنہ کو دیکھنے لگی

"ہانیہ آپ سو جاؤ میں اسے دیکھ لیتا ہوں" حدید فیڈر کو ہلاتے ہوئے بولا

"ٹائم کیا ہوا ہے؟ یہ کب سے جاگ رہی ہے؟" اس نے بالوں کا جوڑا بناتے ہوئے سوال کئے اور سائنڈ میز پر دھرا لیمپ روشن کر دیا

"دو بجنے والے ہیں اور یہ ابھی اٹھی ہے کوئی مسئلہ نہیں ابھی دودھ پئے گی تو سو جائے گی" وہ بیڈ پر بیٹھ کر حنہ کے منہ میں فیڈر ڈالتے ہوئے بولا اور آدھے گھنٹے سے اٹھا ہونے والی بات تحمل سے گول کر گیا

"مجھے کیوں نہیں اٹھایا آپ نے میں اسے دیکھ لیتی اتنی رات ہو گئی ہے حدید صبح آپ نے ڈیوٹی پر بھی جانا ہے" ہانیہ فکر مندی سے کمبل کا ایک سر اٹھاتے ہوئے بولی

"اونہہ نہیں میں دیکھ لوں گا حنہ کو بڑی کوشش کی میں نے کہ یہ روئے نہ مگر پھر بھی کامیاب نہیں ہوا، مجھے اپنی بیٹی کے لئے جاگنے میں کوئی دقت نہیں ہانیہ آپ آرام کر رہی تھی مجھے مناسب نہیں لگا جگانا" توجہ حنہ کی جانب مرکوز کئے وہ دھیمے سے بولا

"تھینک یو" وہ کمبل واپس سے ٹھیک کر کے بستر میں ہی بیٹھی رہی

"لیٹ جاؤ ہانیہ یہ سو گئی ہے، اتنا پریشان نہیں ہوا کرو میں عادی ہوں دیر تک جاگ کر جلدی اٹھنے کا ڈونٹ وری" اب کی بار اس نے مسکرا کر ہانیہ کو دیکھا جو فکر مندی سے گھڑی کو گھور رہی تھی

"نیند اڑ گئی تو دوبارہ نہیں آئی یہ تو مانتی ہونا" وہ حنہ کو بیڈ پر لٹاٹے ہوئے بولا اور خود بھی اپنی جگہ پر لیٹ گیا

"جی ایسا ہی ہے بالکل مانتی ہوں" لیمپ بجھا کر وہ مسکراتے ہوئے بستر میں لیٹی اور حنہ کا ماتھا چوم کر واپس سیدھی ہوئی

"کہیں واقعی میں نیند تو نہیں اڑ گئی؟" حدید نے اس کی جانب دیکھ کر پوچھا
"نہیں ابھی واپس آجائے گی" ہانیہ نے ہلکا سا قہقہہ لگا کر جواب دیا
"اوہ اچھا ورنہ تو میں سوچ رہا تھا کہ دوکانی کے کپ بنا کر لاتا ہوں ٹیرس پر بیٹھ کر پیتے ہیں" حدید نے مدعا بیان کر کے
ہانیہ کا رد عمل دیکھنے کے لئے اس کی جانب نظریں ٹکائیں
"آؤنڈیا برا نہیں میں بنا کر لاتی ہوں" وہ کہہ کر سرعت سے بستر سے اٹھی مگر اس سے بھی زیادہ تیزی سے اٹھنے والا
حدید تھا

"Stay with Hannah I'll be back"

اس نے حنہ کی جانب انگلی سے اشارہ کر کے کہا اور ہانیہ کا جواب سننے سے پہلے ہی کمرے سے چلا گیا

"Always caring, smart but this time quick"

وہ متاثر شدہ نظروں سے دروازے کو دیکھتے ہوئے بولی جہاں سے ابھی حدید باہر گیا تھا اور بے ساختہ ہی اس کے
ہونٹوں پر مسکراہٹ کے آثار واضح ہوئے تھے

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"آزل میں سوچ رہی ہوں کہ سکول کے ساتھ والی زمین بھی سکول میں شامل کر کے کھیلنے کا گراؤنڈ بنایا جائے
پھر اسمبلی اور باقی فنکشنز بھی اسی گراؤنڈ میں کروائے جاسکیں گے" زمل کا پی پر پین چلاتی ضروریں کات درج
کرتے ہوئے بولی وہ دونوں اس وقت عزم پبلک سکول کے داخلی حصے کا جائزہ لینے میں مصروف تھے
"آؤنڈیا برا نہیں ہے، ویسے بھی تمہاری وہ زمین فارغ پڑی ہے کام آجائے گی تو اچھا ہو جائے گا" آزل اس کی ہاں میں
ہاں ملاتا ہوا زمل کے ہمراہ آگے بڑھنے لگا
"ویسے تمہیں ابھی یہ خیال کیوں آیا؟ آزل نے تجسس سے سوال کیا

"ہمم اچھا سوال ہے ویسے آئڈیا تو پہلے بھی تھا دماغ میں سوچا تھا آپ آجائیں گے مشورہ ہو جائے گا پھر کچھ ایکشن لیں گے، یہ اس لئے سوچا ہے کیونکہ بہت سے سکولوں میں گراؤنڈ بنانے کی طرف توجہ دی ہی نہیں جاتی آجکل، بچہ پورا دن سکول بھی پڑھتا ہے پھر گھر جاتا ہے ہوم ورک کرتا ہے، قرآن پڑھنے جاتا ہے اور پھر یوں ہی دن ختم ہو جاتا ہے تو وہ بیچارہ سو جاتا ہے کوئی فزیکل ایکٹیویٹیس ہیں ہی نہیں بچوں کی "وہ بات پوری کر کے پھولوں کی کیاریوں کے پاس جا کر چنبیلی کے تازہ کھلے پھول سو گھننے لگی

"ہاں صحیح بولی تم زل، پھر پتہ ہی ہے تمہیں کہ ایسے بچوں کو کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، کوئی ذہنی طور پر پیچھے رہ جاتا ہے کوئی جسمانی طور پر، بچوں میں اسی وجہ سے برداشت اور سپورٹس مین سپرٹ ختم ہوتی جا رہی ہے کھیل کود ہی بچوں کو جیتنا اور ہارنا سکھاتا ہے ورنہ والدین کا سارا فوکس جیت پر ہی ہوتا ہے، کھیل بچے کو جیت کے ساتھ ساتھ ہارنا اور ہار ماننا سکھاتا ہے "زل نے سمجھنے والے انداز میں سر کو خم دیا اور آزل کے ہمراہ پھر سے چلنے لگی

"اور بھی کئی فیکٹر نکلتے ہیں جیسے کچھ بچے پڑھائی میں اچھے نہیں ہوتے یا ان کا رجحان کھیلوں میں زیادہ ہوتا ہے تو ایسے بچے سکولوں سے دور بھاگتے ہیں کیونکہ ان سکولوں میں کوئی کوکر کلم ایکٹیویٹیس نہیں ہوتیں بس سارا دن پڑھائی ہوتی ہے اگر سکولوں میں کھیل کا وقفہ کر دیا جائے تو بچہ کم از کم اسی کی لالچ میں پڑھ لکھ بھی جائے گا اور کھیل بھی لے گا مگر افسوس زیادہ اس بات کا ہے کہ ہمارے سکولوں کو اس بات کی پرواہ ہی نہیں رہی اب "زل نے افسوس سے سر جھٹکا

"یہی تو بنیادی وجہ ہے زل کہ ہمارا ملک ایک دو کھیلوں کے علاوہ تقریباً ہر کھیل میں پیچھے ہے کیونکہ یہاں ایسی فسیلیٹیز کا فقدان ہے ہمیں تو پتہ ہی کھیل کا پتہ ہی تب چلتا ہے جب ملک کا کوئی کھلاڑی ہار یا جیت کر وطن واپس آتا ہے اور زل بات پتہ اصل میں کیا ہے باتیں ساری دنیا کر لیتی ہے عمل کر کے کوئی کوئی ہی دکھاتا ہے "بات مکمل کر کے

آزل درخت کے نیچے لگے بیٹچ پر بیٹھا

"صحیح بات ہے حالانکہ پاکستانیوں کو اپنے مسائل کا پتہ ہوتا ہے مگر ان کا پورا فوکس حل ڈھونڈنے والے پر ہوتا ہے، ہم لوگوں کا اصل مسئلہ یہی ہے ہم مسائل تو بیان کر دیتے ہیں کبھی کبھار بہت اچھے حل بھی نکال لیتے ہیں مگر یا تو ہمارے پاس وسائل نہیں ہوتے یا نیت میں کھوٹ ہوتا ہے "زل ٹشو کی مدد سے ماتھے پر نمودار ہوئے پسیرے کے چھوٹے چھوٹے قطرے صاف کرتے ہوئے بولی

"ہاں صحیح کہا مگر ہم کوشش کریں گے زلزلے کے مسائل اور حل کی بات نہ کریں بلکہ ایک سٹیپ آگے نکل کر ایکشن لیں، میں جانے سے پہلے گراؤنڈ کا کام شروع کروا تا ہوں باقی بابا کو ریکونسٹر کروں گا کہ وہ اس کو مکمل کروادیں، چلو پھر اب کلاس رومز بھی دیکھ آتے ہیں" وہ دونوں مزید معائنے کی غرض سے سکول کے اندرونی حصے کی جانب بڑھ گئے

جاری ہے۔۔۔۔۔



سفر ادب کی جانب سے ناولوں کی پی ڈی ایف کاپی کو ہر غلطی سے ماورا بنانے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ کسی بھی طرح کی غلطی پائی جانے پر اسے محض اتفاق سمجھا جائے۔ ہماری ٹیم کے تیار شدہ پی ڈی ایف کے تمام جملہ حقوق سفر ادب کے نام محفوظ کر لیے گئے ہیں۔ کسی ادارے یا شخص کی جانب سے ہمارے کام کو اپنے آفیشل استعمال میں لانے کی کوشش کو غیر قانونی سمجھ کر سفر ادب کی جانب سے کارروائی کی جاسکتی ہے۔

- ٹیم سفر ادب